تصوف کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلم دنیا سے ماوراء اس کی عالمی معنویت: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Resurgence of Sufism and its Global Significance Beyond the Muslim World: An Analytical Study

Prof. Dr. Mushtaq Adil [1]

Dr. Muhammad Yasir Madni [2]

Abstract:

This study explores the resurgence of Sufism in the contemporary era and its increasing global appeal beyond the Muslim world. Rooted in the spiritual essence of Islam, Sufism emphasizes love, humility, tolerance and inner purification. In modern times, when humanity faces existential crises, materialism and spiritual alienation, Sufism re-emerges as a powerful response. The paper investigates the socio-cultural and intellectual factors that contribute to this revival, highlighting the role of spiritual practices, literary traditions and artistic expressions in transmitting Sufi values across borders. Beyond the Muslim world, Sufism resonates particularly in the West where traditional religious structures have weakened, and individuals search for spiritual fulfillment. Its universal message of love and interfaith harmony provides a meaningful framework for dialogue among diverse cultures and religions. Moreover, the establishment of Sufi centers in Europe and North America has facilitated the transmission of these teachings, offering a path of spiritual discipline and inner peace. The research also critically examines challenges such as the commercialization of Sufi practices, the reduction of Sufism to mere cultural performances and its detachment from its Islamic theological foundation. By addressing these issues, the study emphasizes the necessity of preserving the authentic spirit of Sufism. Ultimately, the paper concludes that the resurgence of Sufism holds significant global relevance, not only for Muslim societies but also as a universal response to the moral and spiritual void in the modern world.

Keywords: *Sufism, Resurgence, Spirituality, Interfaith Dialogue, Global Relevance*

۱-تعارف

اسلامی تہذیب کی فکری و روحانی تاریخ میں تصوف کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ صرف ایک مذہبی یا فکری مظہر نہیں بلکہ ایک ایسا روحانی و اخلاقی نظام ہے جس نے صدیوں تک مسلم معاشروں کی تہذیبی تشکیل، فکری بالیدگی اور انسانی اقدار کی ترویج میں

1. Chairman, Department of Urdu, University of Sialkot-Pakistan mushtaq.adil@uskt.edu.pk 03336912920

2. Lecturer, Department of Qur'anic Studies, The Islamia Universiy of Bahawalpur-Pakistan Muhammad.yasir@iub.edu.pk 03005281840

نمایاں کردار ادا کیا۔ تصوف نے انسان کو داخلی سکون، تزکیۂ نفس اور قربِ الٰہی کے ذریعے اس کی اصل حقیقت سے روشناس کرایا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی دنیا میں تصوف نہ صرف ایک روحانی تحریک کے طور پر ابھرا بلکہ ایک تہذیبی و سماجی قوت کے طور پر بھی اثر انداز ہوا۔ تاہم تاریخ کے مختلف ادوار میں تصوف کو تنقید اور زوال کے مراحل سے بھی گزرنا پڑا۔ استعماری دور، مغربی فکر کے غلبے اور جدیدیت کے دباؤ نے مسلم معاشروں میں تصوف کو کمزور کیا۔ مگر عصرِ حاضر میں جب انسانیت مادہ پرستی، وجودی خلا، سماجی بے یقینی اور روحانی بحران سے دوچار ہے، تصوف کی نشاۃ ثانیہ (Resurgence) ایک نئے رجحان کے طور پر سامنے آرہی ہے۔ یہ احیاء صرف مسلم معاشروں تک محدود نہیں بلکہ غیر مسلم دنیا خصوصاً مغرب میں بھی نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔[3]

غیر مسلم معاشروں میں تصوف کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے کئی اسباب ہیں، مثلاً روحانی سکون کی تلاش، محبت و رواداری کا پیغام، اور ایک ایسی اخلاقی معنویت جس سے جدید انسان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ مزید یہ کہ تصوف کی ادبیات، فنونِ لطیفہ، موسیقی اور صوفی مراکز نے اس کی عالمی کشش کو مزید بڑھا دیا ہے۔[4]

یہ مقالہ اسی رجحان کا تجزیاتی مطالعہ ہے کہ کس طرح تصوف کی نشاۃ ثانیہ نہ صرف مسلم دنیا کے فکری احیاء کی علامت ہے بلکہ غیر مسلم دنیا میں بھی ایک معنوی و روحانی ضرورت کے طور پر ابھر رہی ہے۔ ساتھ ہی یہ سوال بھی زیرِ غور آئے گا کہ کیا یہ عالمی رجحان تصوف کی اصل اسلامی بنیادوں کو مضبوط کرتا ہے یا اسے محض ایک ثقافتی و روحانی تجربے کے طور پر محدود کر دیتا ہے۔

۲۔ تصوف کی نشاۃ ثانیہ: پس منظر

تصوف کی نشاۃ ثانیہ کو سمجھنے کے لیے اس کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لینا ناگزیر ہے۔ تصوف اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور ہی سے ایک فکری و روحانی روایت کے طور پر موجود رہا ہے، مگر اس کی تعبیرات وقت اور حالات کے ساتھ بدلتی رہیں۔ کبھی یہ خالص روحانی ریاضت کے طور پر سامنے آیا، کبھی سماجی و اخلاقی اصلاح کی تحریک کے طور پر، اور کبھی ایک تہذیبی و فکری نظام کی شکل میں۔ عصرِ حاضر میں تصوف کے عالمی احیاء کے اسباب کو سمجھنے کے لیے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ تاریخ میں یہ روایت کن ارتقائی مراحل سے گزری اور کس طرح جدید دنیا کے مسائل نے اس کی معنویت کو دوبارہ اجاگر کیا۔

الف۔ تاریخی پس منظر:

اسلامی دنیا میں تصوف کی ابتدا قرآن و سنت کی روحانی تعلیمات سے ہوتی ہے۔ قرآن نے تزکیۂ نفس، ذکرِ الٰہی اور قربِ خداوندی کو مومن کی کامیابی کی بنیاد قرار دیا۔[5]

---

[3]. Annemarie Schimmel, *Mystical Dimensions of Islam*, Chapel Hill: University of North Carolina Press, 1975, 22–25

[4]. William C. Chittick, *Sufism: A Beginner's Guide*, Oxford: Oneworld, 2000, 95–100

[5]. Al Shams, 91:9-10

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں زہد، تقویٰ اور محبتِ الٰہی کے جو نمونے ملتے ہیں۔ وہی بعد میں تصوف کی اساس قرار پائے۔[6] عباسی دور میں تصوف ایک باقاعدہ علمی اور روحانی روایت کے طور پر ابھرا۔ معروف صوفیاء جیسے حضرت جنید بغدادیؒ، بایزید بسطامیؒ اور حلاجؒ نے باطنی معانی کی جستجو اور معرفتِ الٰہی کی تلاش کو تصوف کا محور بنایا۔[7] بعد کے ادوار میں جب اسلامی تہذیب نے زوال کا سامنا کیا۔ صوفیاء نے اپنے خانقاہی نظام کے ذریعے روحانی تسلسل اور اخلاقی اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔[8]

استعماری دور میں مسلم دنیا کو سیاسی غلامی اور فکری مغلوبیت نے متاثر کیا۔ جدیدیت، سیکولرازم اور سائنسی مادہ پرستی نے مذہبی روایت کو پس منظر میں دھکیل دیا۔ اس تناظر میں تصوف کو بعض جگہوں پر غیر عقلی یا غیر عملی سمجھا گیا۔ تاہم دوسری طرف یہی تصوف تحریکِ آزادی اور عوامی بیداری میں بھی قوتِ محرکہ ثابت ہوا۔ برصغیر میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مجدد الف ثانیؒ اور ان کے بعد کی صوفی تحریکات نے مسلمانوں کی روحانی و فکری بقا میں بنیادی کردار ادا کیا۔[9]

ب۔ جدید دور میں نشاۃِ ثانیہ:

بیسویں صدی کے اختتام اور اکیسویں صدی کے آغاز میں انسانیت نے ایک نئے بحران کا سامنا کیا۔ مغربی معاشروں میں صنعتی ترقی، سرمایہ دارانہ نظام، اور سائنسی ایجادات نے مادی آسائشیں تو فراہم کیں، لیکن روحانی خلا کو مزید گہرا کیا۔ ماہرین نے اسے "Existential Vacuum" سے تعبیر کیا ہے۔[10] اس خلا نے انسان کو روحانی سکون کی تلاش پر مجبور کیا اور یوں تصوف کو ایک نئی عالمی توجہ ملی۔ مغرب میں صوفی مراکز، دروس اور خانقاہیں قائم ہوئیں اور رومی، ابن عربی اور غزالی جیسے صوفی مفکرین کی تعلیمات وسیع پیمانے پر پڑھائی جانے لگیں۔[11]

چنانچہ واضح ہوتا ہے کہ تصوف کا احیاء محض ایک وقتی رجحان نہیں بلکہ انسانی فطرت میں روحانیت کی ابدی ضرورت کا اظہار ہے۔ تصوف کی نشاۃِ ثانیہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جب بھی انسان مادہ پرستی اور وجودی بحران میں الجھتا ہے، وہ روحانیت کی طرف لوٹنے پر مجبور ہوتا ہے۔ تاہم اس میں ایک چیلنج یہ بھی ہے کہ جدید دنیا میں تصوف کو اس کے اصل اسلامی تناظر سے ہٹ کر محض ایک روحانی پراڈکٹ کے طور پر نہ دیکھا جائے۔ یہی پہلو آئندہ مباحث میں تنقیدی توجہ کا متقاضی ہے۔

---

6. Annemarie Schimmel, *Mystical Dimensions of Islam*, 11–14.

7. Alexander Knysh, *Islamic Mysticism: A Short History*, Leiden: Brill, 2000, 67–70.

8. Carl W. Ernst, *Sufism: An Introduction to the Mystical Tradition of Islam*, Boston: Shambhala, 1997, 103–106

9. Muhammad Qasim Zaman, *The Ulama in Contemporary Islam: Custodians of Change*, Princeton: Princeton University Press, 2002, 42–44.

10. Viktor E. Frankl, *Man's Search for Meaning*, Boston: Beacon Press, 2006, 112–15.

11. Seyyed Hossein Nasr, *The Garden of Truth: The Vision and Promise of Sufism*, New York: HarperOne, 2007, 33–36.

۳۔ غیر مسلم دنیا میں تصوف کی کشش

عصرِ حاضر میں غیر مسلم دنیا، خصوصاً مغرب، ایک ایسے فکری و روحانی بحران سے دوچار ہے جو مادی ترقی کے باوجود انسانی زندگی کو بے معنویت اور اضطراب میں مبتلا کر رہا ہے۔ روایتی کلیسائی اداروں کی کمزوریاں، سیکولرائزیشن کے بڑھتے ہوئے اثرات اور سائنسی مادہ پرستی نے مذہب کو ذاتی زندگی تک محدود کر دیا ہے۔ اس صورتِ حال میں انسان ایک ایسی روحانی معنویت کی تلاش میں ہے جو نہ صرف اس کے داخلی اضطراب کا علاج کرے بلکہ بین المذاہب ہم آہنگی اور انسانی اخوت کو بھی فروغ دے۔ یہی وہ خلا ہے جسے صوفیانہ فکر اور اس کی آفاقی اقدار پر کر رہی ہیں۔

الف۔ روحانی سکون اور داخلی اطمینان:

مغرب میں بڑے پیمانے پر لوگ تصوف کی تعلیمات کی طرف اس لیے مائل ہوئے کہ وہ محض عقلی و سائنسی تصورات سے مطمئن نہ ہو سکے۔ صوفیانہ ذکر، مراقبہ اور تزکیہ نفس نے ان کو ایک ایسا داخلی سکون فراہم کیا جو مادی زندگی میں میسر نہ تھا۔[12]

ب۔ محبت اور رواداری کا پیغام:

صوفیاء نے مذہبی و نسلی اختلافات سے ماورا محبت، خدمتِ خلق اور ہم آہنگی کی جو تعلیم دی، وہ غیر مسلم دنیا میں خاص طور پر کشش بنی۔ بالخصوص رومی (Rumi) کی شاعری اور ابن عربی کے "وحدت الوجود" کے نظریے نے مغربی ادبیات و فلسفہ میں گہرا اثر ڈالا۔[13]

ج۔ صوفی فنون و ثقافت کا اثر:

صوفی موسیقی، رقصِ سماع اور شاعری نے ایک عالمی ثقافتی زبان فراہم کی جس نے تصوف کو مذہب کے دائرے سے باہر نکال کر ایک ہمہ گیر روحانی روایت بنا دیا۔ مغربی معاشروں میں یہ فنون روحانی تجربے کے طور پر اپنائے گئے۔[14]

د۔ صوفی مراکز اور ادارے:

یورپ اور امریکہ میں مختلف صوفی سلسلوں نے مراکز قائم کیے، جنہوں نے غیر مسلموں کو نہ صرف روحانی رہنمائی دی بلکہ ایک ایسی طرزِ حیات سے متعارف کرایا جو عملی تزکیہ، عبادت اور خدمتِ خلق پر مبنی تھی۔[15]

یہ تمام عوامل اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ غیر مسلم دنیا میں تصوف کی کشش صرف مذہبی یا عقیدتی سطح تک محدود نہیں رہی، بلکہ اسے ایک روحانی و تہذیبی متبادل کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ تاہم یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ کیا مغرب میں اپنایا جانے

---

[12]. William C. Chittick, *Sufism: A Beginner's Guide*, 102–05.
[13]. Annemarie Schimmel, *Rumi's World: The Life and Works of the Great Sufi Poet*, Boston: Shambhala, 1992, 56–60.
[14]. Carl W. Ernst, *Sufism: An Introduction to the Mystical Tradition of Islam*, 130–35.
[15]. Elizabeth Sirriyeh, *Sufi Vision and Initiation*, London: Routledge, 2000, 89–93.

والا صوفیانہ رجحان، تصوف کی اصل اسلامی روح کے مطابق ہے یا اسے محض ایک "نیو ایج اسپریچوئیلٹی (New Age Spirituality)" کے طور پر سمجھا جا رہا ہے؟ بعض ناقدین کا کہنا ہے کہ مغرب میں تصوف کو اس کے دینی و فقہی پس منظر سے کاٹ کر محض تجرباتی اور ثقافتی انداز میں اپنایا جا رہا ہے، جو اس کی اصل معنویت کے لیے خطرہ ہے۔[16]

۴۔ تصوف کی عالمی معنویت

عصرِ حاضر میں تصوف کو صرف ایک مذہبی و روحانی روایت کے طور پر نہیں دیکھا جا رہا، بلکہ یہ ایک ایسا فکری و تہذیبی مظہر بن چکا ہے جو مسلم دنیا سے ماورا ہو کر عالمی سطح پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ مغربی معاشروں میں مذہب کی رسمی حیثیت کمزور ہونے اور روحانی خلا بڑھنے کے بعد، صوفی تعلیمات نے ایک متبادل بیانیہ فراہم کیا ہے جس میں محبت، رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہی پہلو تصوف کو ایک عالمی معنویت عطا کرتا ہے۔

الف۔ اخلاقی و روحانی اقدار کی ترویج:

تصوف کا بنیادی پیغام تزکیۂ نفس، ایثار، عاجزی اور خدمتِ خلق ہے۔ یہ اقدار جدید معاشروں میں جہاں اخلاقی بحران شدید ہے، وہاں غیر مسلم افراد کے لیے ایک پرکشش ماڈل فراہم کرتی ہیں۔ ولیم چٹک کے مطابق، تصوف نے ہمیشہ ایسے اخلاقی اصولوں پر زور دیا ہے جو مذہبی سرحدوں سے ماورا ہو کر انسانیت کو مخاطب کرتے ہیں۔[17]

ب۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور عالمی مکالمہ:

صوفی فکر نے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ انامیری شمل کا کہنا ہے کہ صوفیاء کی تعلیمات میں وہ وسعت اور فراخی موجود ہے جو مذہبی و تہذیبی تقسیم کو کم کرنے میں مددگار ہے۔[18] یہی وجہ ہے کہ مغربی دنیا میں صوفیانہ حلقے اکثر بین المذاہب مکالمے کے مراکز بن گئے ہیں۔

ج۔ فنون و ثقافت کے ذریعے عالمی اثر:

تصوف نے اپنی موسیقی، کلام اور فنون کے ذریعے عالمی سطح پر ایک نرم اور مؤثر زبان پیدا کی ہے۔ رومی (مولانا جلال الدین) کی شاعری آج دنیا

بھر میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی روحانی شاعری ہے۔ کارل ارنسٹ کے مطابق، رومی کی شاعری نے مغرب میں ایک ایسی ثقافتی تحریک پیدا کی ہے جس نے تصوف کو عالمی سطح پر پہچان دلائی۔[19]

---

[16]. Sedgwick, *Western Sufism: From the Abbasids to the New Age*, Oxford: Oxford University Press, 2017, 210–15

[17]. William C. Chittick, *Sufism: A Beginner's Guide*, 78–81.

[18]. Annemarie Schimmel, *Mystical Dimensions of Islam*, 301–305.

[19]. Carl W. Ernst, *Sufism: An Introduction to the Mystical Tradition of Islam*, 145–148.

د۔ وجودی بحران کا حل:

جدید انسانیت جس روحانی تنہائی اور وجودی خلا کا شکار ہے، تصوف اسے پر معنی وجود اور داخلی سکون فراہم کرتا ہے۔ سید حسین نصر کے مطابق، صوفی پیغام جدید انسان کے لیے نہ صرف ایک روحانی سہارا ہے بلکہ ایک فکری و اخلاقی رہنمائی بھی ہے۔[20]

اگرچہ تصوف کی عالمی معنویت مثبت اور امید افزا پہلو رکھتی ہے، لیکن اس کے ساتھ چند تنقیدی پہلو بھی نمایاں ہیں:

- مغرب میں بعض اوقات تصوف کو محض "New Age Spirituality" کے تناظر میں سمجھا جاتا ہے، جس سے یہ اپنے اسلامی تناظر سے کٹ جاتا ہے۔[21]
- صوفی روایت کی تجارتی شکلیں جیسے موسیقی یا رقصِ سماع کے "کمرشل شو" تصوف کی اصل روح کو کمزور کر دیتی ہیں۔[22]

اس لیے ضروری ہے کہ تصوف کی عالمی معنویت کو اس کے اصل اسلامی اور قرآنی و نبوی بنیادوں کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ یہ محض ثقافتی علامت نہ بن کر رہ جائے بلکہ ایک مکمل روحانی و فکری نظام کے طور پر سامنے آئے۔

تصوف کی نشاۃ ثانیہ اور اس کی عالمی مقبولیت بظاہر ایک مثبت اور خوش آئند مظہر ہے جو انسانیت کو روحانیت، امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کا پیغام فراہم کرتی ہے۔ تاہم ہر فکری و روحانی تحریک کی طرح اس رجحان میں بھی ایسے پہلو موجود ہیں جو علمی و عملی سطح پر تنقید اور احتیاط کے متقاضی ہیں۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ تصوف کو محض ایک ثقافتی یا جمالیاتی روایت کے طور پر دیکھنے کے بجائے اس کی اصل اسلامی اساس اور دینی پس منظر میں پرکھا جائے۔

الف۔ تصوف کا شریعت سے انفکاک:

غیر مسلم دنیا میں تصوف کی مقبولیت کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ اکثر اسے اسلام کے دینی و فقہی پس منظر سے الگ کر کے محض ایک روحانی تجربے یا فلسفیانہ نظام کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ بعض مغربی مفکرین نے صوفی افکار کو عالمگیر تصوف کا حصہ قرار دے کر انہیں اسلامی تعلیمات سے جدا دکھانے کی کوشش کی۔[23] اس رویے سے تصوف کی اصل روح کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

ب۔ تصوف کی تجارتی اور سطحی پیشکش:

مغرب میں بعض حلقوں نے تصوف کو تجارتی مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ صوفی موسیقی، رقصِ سماع، اور روحانی نشستوں کو کمرشلائز کر کے "Cultural Exoticism" کی شکل دے دی گئی۔[24]

---

[20]. Seyyed Hossein Nasr, *The Garden of Truth: The Vision and Promise of Sufism*, 50–52.

[21]. Mark Sedgwick, *Western Sufism: From the Abbasids to the New Age*, 210–213

[22]. Marcia Hermansen, “Sufism in the West,” in *Sufism and the West*, ed. Jamal Malik and John Hinnells, London: Routledge, 2006, 37–39.

[23]. Reynold A. Nicholson, *The Mystics of Islam* (London: Routledge, 1963), 5–7.

[24]. Carl W. Ernst, *Sufism: An Introduction to the Mystical Tradition of Islam*, 130–35.

اس طرح تصوف کی اصل اخلاقی و تزکیاتی روح ثانوی حیثیت اختیار کر گئی اور ظاہری مظاہر کو اصل بنا دیا گیا۔

ج۔ نیو ایج اسپریچوئیلٹی اور تصوف:

نیو ایج تحریک (New Age Spirituality) میں تصوف کو ایک "Self-Help" ٹول کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، جس میں تزکیۂ نفس اور قربِ الٰہی کے بجائے انفرادی سکون اور ذاتی کامیابی پر زور دیا جاتا ہے۔[25] یہ انداز تصوف کی اصل معنویت کو محدود اور مسخ کر دیتا ہے۔

د۔ اکیڈمک مباحث میں حد بندی:

اکیڈمک دنیا میں تصوف پر تحقیق اگرچہ فروغ پا رہی ہے، لیکن اکثر تحقیقات میں صوفیانہ متون کے اصل اسلامی تناظر کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ بعض مستشرقین نے تصوف کو اسلامی فکر کا جزوِ لازم ماننے کے بجائے اسے غیر اسلامی اثرات (ہندومت، افلاطونیت وغیرہ) کا نتیجہ قرار دیا۔[26] یہ نقطۂ نظر تصوف کی خالص اسلامی جڑوں کو کمزور کرنے کا باعث ہے۔

مندرجہ بالا تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ تصوف کی نشاۃِ ثانیہ کے باوجود اس کی درست تفہیم اور حقیقی معنویت کو برقرار رکھنا ایک بڑا چیلنج ہے۔ اگر تصوف کو اسلام کی شریعت و سنت کے تناظر میں پیش کیا جائے تو یہ انسانیت کو حقیقی معنوں میں اخلاقی و روحانی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔ تاہم اگر اسے محض ایک "روحانی پروڈکٹ" بنا دیا جائے تو اس کی اثر انگیزی وقتی اور سطحی ثابت ہو گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ اہلِ علم، محققین اور صوفی سلسلوں کے نمائندے تصوف کی اصل اسلامی بنیادوں کو اجاگر کریں تاکہ اس کا عالمی اثر مثبت اور پائیدار رہ سکے۔

۵۔ نتیجہ بحث

اس مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ تصوف کی نشاۃِ ثانیہ محض ایک روحانی تحریک نہیں بلکہ ایک عالمی فکری و تہذیبی رجحان کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ عصرِ حاضر کے انسان کو جو سب سے بڑا چیلنج درپیش ہے وہ مادہ پرستی، وجودی خلا اور روحانی بے سمتی ہے۔ ایسے ماحول میں تصوف کا پیغام— جس کی بنیاد محبت، اخلاص، تزکیۂ نفس، خدمتِ خلق اور قربِ الٰہی پر ہے، انسانیت کے لیے ایک متوازن اور پُرامن متبادل پیش کرتا ہے۔

غیر مسلم معاشروں میں تصوف کی کشش اس بات کی علامت ہے کہ روحانی اقدار کسی مخصوص مذہب یا تہذیب تک محدود نہیں رہتیں بلکہ وہ عالمگیر حیثیت رکھتی ہیں۔ تصوف کے احیاء نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کی روحانی روایت نہ صرف مسلم دنیا کے اندر اخلاقی و فکری بیداری کا ذریعہ ہے بلکہ عالمی سطح پر مکالمے، برداشت اور ہم آہنگی کے نئے امکانات بھی پیدا کرتی ہے۔

---

[25]. Mark Sedgwick, *Western Sufism: From the Abbasids to the New Age*, 211–18.
[26]. Alexander Knysh, *Islamic Mysticism: A Short History* (Leiden: Brill, 2000), 44–48

تاہم اس رجحان کے ساتھ کچھ چیلنجز بھی جڑے ہیں۔ مغربی دنیا میں بعض اوقات تصوف کو اس کے دینی و شریعی پس منظر سے کاٹ کر محض ثقافتی یا تجارتی مظہر بنا دیا جاتا ہے۔ اس طرح کی صورتِ حال تصوف کے اصل ماخذ اور اسلامی معنویت کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ عالمی سطح پر تصوف کے احیاء کو اس کی اصل اسلامی اساس کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ اس کے روحانی و اخلاقی ثمرات کو زیادہ پائیدار اور بامعنی بنایا جا سکے۔

بالآخر کہا جا سکتا ہے کہ تصوف کی نشاۃ ثانیہ نہ صرف مسلم معاشروں میں اخلاقی و فکری تجدید کا باعث ہے بلکہ یہ عالمی سطح پر انسانیت کے روحانی بحران کا ایک مؤثر حل بھی پیش کرتی ہے۔ اگر اس کو اس کی دینی بنیادوں کے ساتھ سمجھا اور فروغ دیا جائے تو یہ مستقبل میں بین الاقوامی امن و ہم آہنگی کے لیے سنگِ میل ثابت ہو سکتی ہے۔

۶۔ تجاویز و سفارشات

تصوف کی نشاۃ ثانیہ اور مسلم دنیا سے ماورا اس کی عالمی معنویت کا تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ کرنے کے بعد درج ذیل سفارشات تجویز کی گئی ہیں۔

- تصوف کی اصل روح قرآن و سنت سے وابستہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ عالمی سطح پر اس کے فروغ میں اس کی اسلامی بنیادوں کو اجاگر کیا جائے تاکہ اسے محض ثقافتی یا تجارتی مظہر بننے سے محفوظ رکھا جا سکے۔
- جامعات اور تحقیقی مراکز میں تصوف کے تاریخی، فکری اور روحانی پہلوؤں پر مزید تحقیق کی جائے تاکہ اس کے احیاء کو علمی بنیادوں پر سمجھا جا سکے۔
- صوفیاء کے پیغامِ محبت، رواداری اور ہم آہنگی کو بین المذاہب مکالمے میں بنیاد بنایا جائے تاکہ عالمی سطح پر امن و تعاون کے نئے امکانات پیدا ہوں۔
- مسلم دنیا اور مغرب میں قائم صوفی مراکز کو تربیت، خدمتِ خلق اور اخلاقی تعلیم کے مراکز کے طور پر مزید فعال کیا جائے تاکہ جدید انسان کی روحانی ضرورتوں کو پورا کیا جا سکے۔
- موجودہ دور کے علمی و سائنسی مباحث کے ساتھ تصوف کے روحانی اصولوں کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ انسانی علم کو زیادہ ہمہ گیر اور بامعنی بنایا جا سکے۔
- مغربی دنیا میں تصوف کو بعض اوقات صرف موسیقی، رقص یا تفریحی مظاہر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرزِ فکر کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے تاکہ تصوف کی اصل معنویت محفوظ رہے۔